سورة يونس

آیات ۷ - ۱۴

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ

اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ ۝٧ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝٨ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ

النَّعِیْمِ ۝٩ دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ع ۝١٠ وَ لَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَیْرِ

لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝١١ وَ اِذَا

مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ

كَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَآ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْمُسْرِفِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝١٢ وَ لَقَدْ

اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ مَا كَانُوْا

لِیُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۝١٣ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ

بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝١٤

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٨

اِنَّ الَّذِيْنَ - بیشک جو لوگ

رَجَا يَرْجُو ، رَجاءً - امید رکھنا

لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا - امید نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی

لِقَاء - ملاقات

وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - اور وہ راضی ہوئے دنیوی زندگی سے

رَضِيَ يَرْضَى ، رِضًا راضی ہونا

وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا - اور مطمئن ہوئے اس پر

(ط م ن) اِطْمَأَنَّ يَطْمَئِنُّ ، اِطْمِئْنَانًا - مطمئن ہونا (XII)

اردو: اطمینان، مطمئن، طمانیت

وَالَّذِيْنَ هُمْ - اور وہ جو لوگ ہیں

عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ - غافل ہیں ہماری نشانیوں سے

اُولٰٓئِكَ - یہ وہی لوگ ہیں

مَاْوٰىهُمُ النَّارُ - جن کا ٹھکانا آگ ہے

مَأْوٰى - ٹھکانہ

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ - بسبب اس کے جو وہ کماتے تھے

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا
غٰفِلُونَ ۙ ⑦ أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ⑧

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں، اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں
اُن کا آخری ٹھکانہ جہنم ہو گا اُن برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ (اپنے اس غلط عقیدے اور غلط طرز عمل کی وجہ سے) کرتے رہے

Surely those who do not expect to meet Us, who are gratified with the life of the world and content with it, and are heedless of Our signs, their abode shall be the Fire in return for their misdeeds.

محمد اقبال

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾

انسان کا اصل روگ اور اس کا صحیح علاج

- اللہ تعالیٰ سے ملاقات ۔ قرآن میں اس کا ذکر 33 مرتبہ اور اس سورت میں 4 مرتبہ (آیت ۷،۱۱،۱۵،۴۵)
- اس ملاقات کے ہر پہلو سے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اس ملاقات کی یاد دہانی رہے۔ ملاقات کی کیفیت، ملاقات کا انکار کرنا، انکار کے عواقب اور نتائج، اس ملاقات کو بھول جانا، بھول جانے کے عواقب اور نتائج، ملاقات کو یاد رکھنے والے، ملاقات کی تیاری کرنے والے .....
- اِس سے اِس ملاقات کا انسان کے لیے اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے
- اس ملاقات کو بھول جانا یا اس کا انکار کرنا اس دنیا میں انسان کی ضلالت و گمراہی کا اصل سبب ہے کہ اس کے بعد پھر انسان اس دنیا اور دنیا کی چک دمک پر فریفتہ ہو کر اسی دنیا اور اسکی رنگینیوں میں کھو جاتا ہے، اپنے خالق و مالک کو بھول جاتا ہے، اپنے مقصدِ پیدائش کو بھول جاتا ہے، کسی اخلاقی حس سے عاری ہو کر انسان حیوانیت کے درجے میں آ جاتا ہے
- انسانی بگاڑ کے کئی عناصر بیان کیے جاتے ہیں (۱) جہالت، (۲) ضروریات زندگی کا فراہم نہ ہونا یعنی غربت کا عام ہو جانا (۳) قانون سے بے خبری، (۴) قانون کی بالادستی کا فقدان، (۵) احتسابی اداروں کا کمزور پڑ جانا یا کرپٹ ہو جانا، (۶) حکومت کا عدم استحکام اور اس کے نتیجے میں عوام میں انارکی وغیرہ

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾

- یہ وہ اسباب ہیں جن پر ہمیشہ اہل دانش کا اتفاق رہا کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی سبب انسانی بگاڑ کا باعث ہوتا ہے اور اگر ان اسباب کو جزوی یا کلی طور پر دور کر دیا جائے تو انسانی اخلاق اور انسانی رویوں میں بہتری کی امید کی جا سکتی ہے
- اسلام نے بلا شبہ ان تمام اسباب کے خاتمے کے لیے کام کیا لیکن سب سے زیادہ اہمیت اس مرض کی حقیقی سبب کو دی اور وہ ہے زندگی اور اس کے تمام جہتوں کو اس دنیا تک محدود کر دینا

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

- انسان کا یہ سمجھ بیٹھنا کہ میرے نفع و ضرر کی ساری کائنات صرف اسی دنیاوی زندگی میں سمٹی ہوئی ہے اور میری لذت و راحت اور رنج و تکلیف کی انتہا قبر کے کنارے ہونے والی ہے۔ لہٰذا اگر میں نے یہاں زیادہ سے زیادہ دولت زیادہ سے زیادہ شہرت اور زیادہ سے زیادہ لذت و آسائش حاصل نہ کی تو گویا اپنی ساری عمر برباد کر دی اور ہمیشہ کے لیے محروم ہو گیا۔
- دنیاوی محرومی کا خوف ایک بھوت کی طرح اس کے اعصاب پر مسلط ہو جاتا ہے اور اسے دنیا طلبی کے جنون میں مبتلا کر کے اس مقام پر لے آتا ہے جہاں اپنی اور صرف اپنی ہوس کے تسکین کے سوا زندگی کا کوئی مقصد باقی نہیں رہتا اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے اسے بدتر سے بدتر راستہ اختیار کرتے ہوئے بھی کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ لہٰذا جب تک یہ بیمار ذہنیت ختم نہ ہو اس وقت تک انسانوں کی کوئی تہذیب جرائم کو ختم نہیں کر سکتی

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾

- اسلام نے یہ درس دیا ہے کہ جرائم کا اصل سبب نہ فقر و افلاس ہے نہ ناخواندگی نہ احتسابی محکموں کی قلت اور نہ قانون سے بے شعوری بلکہ ان جرائم کا اصل سبب وہ بیمار ذہنیت ہے جس نے ایک افق سے دوسرے افق تک پھیلی ہوئی اس دنیا کو اپنا سب کچھ سمجھ رکھا ہے۔ جو اس مادی دنیا کے اس طرف جھانکنے کی صلاحیت سے محروم ہے اور جس کے نزدیک صرف چند روزہ زندگی کے مادی منافع اور نفسانی لذتیں ہی انسان کی معراج ہیں۔
- انسانی سیرت و کردار کی اصلاح کے لیے اگر کوئی نسخہ کامیاب ہو سکتا ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ میں آخرت کا تصور راسخ کیا جائے اور اسے یقین دلادیا جائے کہ یہاں کی دنیا اصل دنیا نہیں، یہاں کا رنج و راحت ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں۔ ایک ابدی اور پائیدار زندگی آگے آنے والی ہے جسے آخرت کہتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی اور دنیا میں کیے ہوئے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔
- یہ لوگ کائنات کی ان کھلی واضح اور چہار سو پھیلی بکھری عظیم الشان نشانیوں کے باوجود اندھے بہرے بنے رہتے ہیں وہ نہ آنکھیں کھولنے کے لیے ہوتے ہیں اور نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔ نہ ان کو خداوند قدوس کے یہاں حاضری و پیشی کا پاس و احساس ہے اور نہ آخرت کا کوئی خوف اندیشہ ۔
- رب سے نہ ملنے کی کوئی امید اور اسی نظریے کے ساتھ زندگی گذار کر رب کو پاس پہنچنے والوں کے لیے اس نے آگ تیار کر رکھی ہے (والعیاذ باللہ العظیم)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ⑨ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا - بیشک جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ - اور انھوں نے عمل کیے نیک

يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم - ہدایت دے گا ان کو ان کا رب

بِإِيمَانِهِمْ - ان کے ایمان کی وجہ سے

تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ - بہتی ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں

فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ - نعمتوں کے باغات میں

دَعْوَاهُمْ فِيهَا - ان کا پکارنا (دعا) اس میں

دَعْوٰی پکار، دعا

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ - پاکی ہے تیری اے اللہ

سُبْحٰن تسبیح، پاکی

وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ (ع

تَحَيَّت ۔ سلام کرنا، دعا دینا، آداب بجالانا

حَياكَ الله ۔ زندگی کی دعا دینا

وَتَحِيَّتُهُمْ ۔ اوران کا دعا دینا (ہوگا)

فِيْهَا سَلٰمٌ ۔ اس میں سلام

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ ۔ اوران کا آخری پکارنا (ہوگا)

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔ کہ تمام تعریفیں (شکروسپاس)

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اللہ کے لیے ہی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي
جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو لوگ ایمان لائے (یعنی جنھوں نے اُن صداقتوں کو قبول کر لیا جو اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں) اور نیک اعمال کرتے رہے انہیں اُن کا رب اُن کے ایمان کی وجہ سے سیدھی راہ چلائے گا، نعمت بھری جنتوں میں ان کے نیچے نہریں بہیں گی، وہاں ان کی صدا یہ ہوگی کہ "پاک ہے تو اے خدا، " اُن کی دعا یہ ہوگی کہ "سلامتی ہو " اور ان کی ہر بات کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ "ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے "

Surely those who believe (in the truths revealed in the Book) and do righteous deeds their Lord will guide them aright because of their faith. Rivers shall flow beneath them in the Gardens of Bliss. Their cry in it will be: 'Glory be to You, Our Lord!', and their greeting: 'Peace ; and their cry will always end with: All praise be to Allah, the Lord of the universe.

إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ
وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۱۰

دولت ایمان و یقین سرفرازی دین و دنیا کا ذریعہ و وسیلہ

- نور ایمان و یقین سے سرفرازی اصل حقیقی اور سب سے بڑی سرفرازی ہے
- ایمان و یقین والوں کو ان کا رب ہدایت کے نور سے نوازتا ہے جس سے ان کو راہ حق و صواب کو سمجھنا اور پہچاننا سہل اور آسان ہو جاتا ہے اور اس پر چلنا بھی اور ان کیلئے ان کی منزل حیات بھی واضح ہو جاتی ہے اور اس کے لیے صحیح راستہ اور طریق کار بھی۔ اور ایسوں کو اس کے لیے ان کو محنت اور عمل کی توفیق بھی مل جاتی ہے
- ان کا رب ان کے اس ایمان و یقین کی بنا پر ہدایت سے نوازے گا اور ان کو نعمتوں بھری ان جنتوں سے سرفراز فرمائے گا جن کے نیچے سے بہہ رہی ہونگی (اَللّٰهُمَّ جَعَلْنَا اللهُ مِنْهُمْ - آمین)
- جنتی لوگ اپنی اخروی منزل مقصود تک پہنچ جائینگے یعنی جنت الفردوس میں داخل ہو جائینگے اور جنت کی عجیب و غریب نعمتوں کو دیکھیں گے اپنی دنیوی عادت کے مطابق پہلے خدا کا نام لینگے سبحانک اللھم اور جب باہم ملیں گے تو کہیں سلام علیکم۔ اور جب نعمتیں استعمال کریں گے تو الحمد للہ کہیں گے
- صالح اہل ایمان دنیا میں افکار عالیہ اور اخلاق فاضلہ اختیار کر کے اپنے جذبات کو سنوار کر اپنی خواہشات کو سدھار کر اور اپنی سیرت و کردار کو پاکیزہ بنا کر جس کردار میں ڈھلے ہیں اس کا مظاہرہ وہاں بھی کریں گے

⇦ ہر نعمت کے حصول پر الحمد للہ کہنا چاہیے (جس نے کسی نعمت کے حصول پر الحمد للہ کہا۔ اللہ اسے اس کے بدلے جنت میں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔ حدیث) - آپس میں سلام دعا عام کریں (أَفْشُوا السَّلَامَ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)

وَلَوۡ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَھُمۡ بِالۡخَیۡرِ لَقُضِیَ اِلَیۡھِمۡ اَجَلُھُمۡ ؕ فَنَذَرُ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِیۡ طُغۡیَانِھِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ

وَلَوۡ یُعَجِّلُ اللّٰہُ - اور اگر جلدی کرتا اللہ

لِلنَّاسِ الشَّرَّ - لوگوں کے لیے برائی میں

اسۡتِعۡجَالَھُمۡ بِالۡخَیۡرِ - جیسا کہ ان کا جلدی مچانا ہے بھلائی میں

لَقُضِیَ اِلَیۡھِمۡ اَجَلُھُمۡ - تو ضرور پورا کر دی جاتی ان کی مدت

فَنَذَرُ الَّذِیۡنَ - تو ہم چھوڑ دیتے ہیں ان لوگوں کو جو

لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا - امید نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی

فِیۡ طُغۡیَانِھِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ - ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے

وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ - اور جب کبھی چھوتی ہے انسان کو

الضُّرُّ - تکلیف

عَجَّلَ یُعَجِّلُ ، تَعۡجِیۡلاً - جلدی کرنا (II)

اردو: عجلت، تعجیل، مُعجّل (مہر معجّل)

اِستَعجَلَ یَسۡتَعۡجِلُ ، اِسۡتِعۡجَالاً

جلدی مانگنا، جلدی مچانا (X)

وَذَرَ یَذَرُ ، وَذۡرًا - چھوڑ دینا

رَجَا یَرۡجُو ، رَجَاءً - امید رکھنا

طُغۡیَان - سرکشی

عَمِہَ یَعۡمَہُ ، عَمَھًا - بھٹکنا

دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنۡ لَّمۡ يَدۡعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾

دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ - تو وہ پکارتا ہے ہم کو اپنی کروٹ کے بل

جَنْب - پہلو (پہلو کے بل)

اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا - یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے

قَعْدَ - بیٹھنا

قام - کھڑا ہونا

فَلَمَّا كَشَفۡنَا - پھر جب ہٹا دیتے ہیں ہم

كَشَفَ يَكْشِفُ ، كَشْفًا - دور کرنا، کھولنا

اردو: کشف، انکشاف، منکشف، کاشف

عَنۡهُ ضُرَّهٗ - اس سے اس کی تکلیف کو

مَرَّ كَاَنۡ - تو وہ گزرتا ہے (یعنی چل دیتا ہے) جیسے کہ

مَرَّ يَمُرُّ ، مَرًّا - گذرنا

اردو: مرور (مرور ایام)، استمرار، استمراری

لَّمۡ يَدۡعُنَاۤ - اس نے پکارا ہی نہیں ہم کو

اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ - اس تکلیف کے لیے جس نے چھوا اس کو

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ - اس طرح مزین کیا گیا حد سے بڑھنے والوں کے لیے

مُسْرِف - اعتدال سے بڑھ جانے والا

مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ - اس کو جو وہ لوگ عمل کرتے تھے

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ إِلٰى ضُرٍّ
مَّسَّهٗ ۖ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢﴾

اگر کہیں اللہ لوگوں کے ساتھ برا معاملہ کرنے میں بھی اتنی ہی جلدی کرتا جتنی وہ دنیا کی بھلائی
مانگنے میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی مہلت عمل کبھی کی ختم کر دی گئی ہوتی (مگر ہمارا یہ طریقہ
نہیں ہے) اس لیے ہم اُن لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اُن کی سرکشی میں بھٹکنے کے
لیے چھوٹ دے دیتے ہیں ، انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے
اور بیٹھے اور لیٹے ہم کو پکارتا ہے، مگر جب ہم اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تو ایسا چل نکلتا ہے کہ
گویا اس نے کبھی اپنے کسی بُرے وقت پر ہم کو پکارا ہی نہ تھا اس طرح حد سے گزر جانے والوں
کے لیے ان کے کرتوت خوشنما بنا دیے گئے ہیں

Were Allah to hasten to bring upon men (the consequence of) evil in the way men hasten in seeking the wealth of this world, their term would have long since expired. (But that is not Our way.) So We leave alone those who do not expect to meet Us that they may blindly stumble in their transgression. And (such is man that) when an affliction befalls him, he cries out to Us, reclining and sitting and standing. But no sooner than We have removed his affliction, he passes on as though he had never cried out to Us to remove his affliction. Thus it is that the misdeeds of the transgressors are made fair-seeming to them.

وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَهُمۡ بِالۡخَيۡرِ لَقُضِىَ اِلَيۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۱﴾

انسانی اخلاقی کمزوریوں کی نشاندہی

- پہلے رکوع (۱۰ آیات) میں ایمانیات ثلاثہ (توحید، رسالت، اور آخرت) کا ذکر اور خاص طور پر عقیدۂ آخرت پر کہ اس کے بغیر توحید اور رسالت کو تسلیم کر لینا بھی بے معنی رہتا ہے.... زندگی میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں
- یہاں اب چند اُن باتوں کا ذکر جن کی وجہ سے آخرت کے تصور کو نقصان پہنچتا ہے اور آدمی بڑھتے بڑھتے اس انتہا تک پہنچ جاتا ہے جس میں مشرکینِ عرب پہنچے ہوئے تھے
- مشرکین بداعمالیوں اور فکر و نظر کی کوتاہیوں سے ایسے بے پرواہو گئے تھے کہ بڑی سے بڑی کوتاہی فکر اور بد ترین بداعمالی بھی انھیں بری محسوس نہیں ہوتی تھی، خیر و شر میں امتیاز کا ذوق بالکل مٹ چکا تھا، اپنی خواہشات کی طلب میں اتنے حریص اور جلد باز تھے کہ اپنے لیے شر مانگنے میں کبھی عار محسوس نہ کرتے۔ انہیں بتایا گیا کہ تم اپنی طلب میں جلدی مچاتے ہو اگر اللہ تعالیٰ بھی تمہاری بداعمالیوں پر گرفت کرنے میں ایسی ہی جلدی کرتا تو تمہارا نام و نشان مٹ جاتا لیکن اس کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم بیشک اپنی جھوٹی آرزوؤں کو پورا کرنے میں اندھے ہو جاؤ لیکن اس کی رحمت ضرور تمہیں مہلت دیتی رہے گی۔
- جس طرح قیامت کا آنا یقینی ہے اور اس دن ایک ایک پل اور ایک ایک عمل کا حساب ناگزیر ہے اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر تم نے اللہ کے نبی پر ایمان لانے میں کوتاہی کی تو کسی وقت بھی اللہ کا عذاب نازل ہو سکتا ہے اگرچہ تم اس ات کو جھٹلاتے ہو اور اسے ایک ڈھکوسلا سمجھتے ہو اور عذاب کا تقاضا کرتے ہو

وَلَوۡ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَهُمۡ بِالۡخَيۡرِ لَقُضِىَ اِلَيۡهِمۡ اَجَلُهُمۡ‌ؕ فَنَذَرُ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ۞

- ان کے عذاب مانگنے کا اصولی جواب دیا گیا کہ حقیقت یہ ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور تم بھی اسی کی مخلوق ہو۔ جس طرح زمین اور باقی کائنات اس کے احکام سے کبھی سرتابی کرنے کی جرأت نہیں کرتے اس طرح تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرتابی کی مجال نہیں ہونی چاہیے۔ تمہاری بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ تم کبھی اس کے احکام سے انحراف نہ کرو
- جو اس حاکم حقیقی کے احکام کی پابندی نہیں کرتا تو حقیقت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اس کی فوری سزا ملنی چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت چونکہ ہر چیز پر حاوی ہے اس لیے پروردگار کبھی انسانوں کو پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا
- وہ مہلت دیتا چلا جاتا ہے تاکہ انسان اگر سنبھلنا چاہے تو سنبھل جائے کیونکہ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ بعض دفعہ ایک چیز کو نہیں سمجھتا لیکن وقت گزرنے ساتھ ساتھ اس کا ادراک کرنے لگتا ہے۔ بعض دفعہ حالات کا دباؤ، حوادث کا جبر یا رسول کریم ﷺ کی دعوت اسے بدلنے پر آمادہ کر دیتی ہے یہ اس کی ایسی رحمت ہے (اللہ اگر اس کی ہر غلطی پر فوری پکڑنے لگتا تو قرآن کریم کہتا ہے کہ زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا باقی نہ رہتا)

⇦ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ سختی کرنے کی بجائے ہمیشہ نرمی فرماتا ہے۔ افراد اور اقوام پر ذمہ داریاں ڈالنے کے بعد ان کی کوتاہیوں پر فوراً نہیں پکڑتا بلکہ اس کی توقعات سے بڑھ کر مہلت عمل دیتا اور سنبھلنے کا موقع دیتا ہے۔

⇦ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ پر بد دعا نہ کرو اور اپنی اولاد پر بد دعا نہ کرو اور اپنے خادموں پر بد دعا نہ کرو اور اپنے مالوں پر بد دعا نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی ایسے وقت میں دعا کر بیٹھو جس میں (مانگی ہوئی چیز) دے دی جاتی ہے اور وہ تمہاری بد دعا قبول کر لے (ابوداؤد)

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

انسان کی تنگ ظرفی کا ایک مظہر و نمونہ

- انسان خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا ، جب اس کو کوئی تکلیف چھو جاتی ہے تو یہ لیٹے بیٹھے اور کھڑے یعنی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے
- یہ اچھی بات ہے کہ انسان اس پر قائم رہے اور مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارے اسی کو اپنے ہر نفع نقصان کا مالک سمجھے مگر افسوس کہ انسان کی یہ حالت قائم نہیں رہتی جب ہم اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو وہ ایسے گزر جاتا ہے کہ جیسے اس نے ہمیں کسی تکلیف کے وقت پکارا ہی نہیں، تکلیف کے دور ہو جانے پر وہ اس طرح مل جاتا ہے گویا کہ نہ اسے کبھی تکلیف آئی اور نہ اس نے ہمارے سامنے ہاتھ پھیلائے یہ انسان کی خود غرضی اور بے وفائی کی انتہا ہے۔
- سورۃ نحل میں فرمایا کہ پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تو تم میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے جب مشکل پیش آتی ہے تو خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ مہربانی فرما کر تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو اس کا اعزاز (کریڈٹ) غیر اللہ کو دیتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز دینے لگتے ہیں، اور پھر وہی کفریہ اور شرکیہ رسم و رواج شروع کر دیتے ہیں۔

⇦ صحت میں اللہ رب العزت کو یاد رکھو تاکہ وہ مرض میں جو تم پر آتا ہے رحم فرمائے۔ مالداری میں اللہ کو یاد رکھو تاکہ وہ تمہیں فقر سے محفوظ رکھے، فراغت میں اللہ کو یاد کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ مشغولیت میں تمہیں ایسا کرنے کا موقع نہ ملے اور جوانی میں اپنے رب کو یاد کرو کیوں کہ بڑھاپے میں عبادت مشکل ہو جاتی ہے اور زندگی میں اپنے رب کو یاد کرلو کہ موت آجانے پر صرف حسرت ہی رہ جائے گی۔

وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا الۡقُرُوۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَمَّا ظَلَمُوۡا ۙ وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡقَوۡمَ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۳﴾

وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا - اور بیشک ہم نے ہلاک کیا ہے

الۡقُرُوۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ - زمانے (کے لوگوں) کو اس سے پہلے

لَمَّا ظَلَمُوۡا - جب انھوں نے ظلم کیا

وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ - حالانکہ آئے ان کے پاس ان کے رسول

بِالۡبَيِّنٰتِ - واضح (نشانیوں) کے ساتھ

وَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا - اور (پھر بھی) وہ نہیں تھے کہ ایمان لاتے

كَذٰلِكَ نَجۡزِى - اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں

الۡقَوۡمَ الۡمُجۡرِمِيۡنَ - مجرم لوگوں کو

قُرُوْن ، قَرْن کی جمع
زمانہ، ایک زمانے یا عہد کے لوگ، قومیں، نسلیں

اردو: قرین، قرینہ، قرائن، قرن (سینگ)

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ - پھر ہم نے بنایا تم کو

خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ - خلیفہ زمین میں

خَلٰٓئِفَ ، خَلِيْفَة - کی جمع (جانشین)، خلیفہ

مِنْۢ بَعْدِهِمْ - ان کے بعد سے

لِنَنْظُرَ - تاکہ ہم دیکھیں

نَظَرَ يَنْظُرُ ، نَظَرًا - دیکھنا

كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ - کیسا تم لوگ عمل کرتے ہو

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ
نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

لوگو، تم سے پہلے کی قوموں کو (جو اپنے اپنے زمانہ میں برسر عروج تھیں) ہم نے ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کی روش اختیار کی اور اُن کے رسُول اُن کے پاس کھُلی کھُلی نشانیاں لے کر آئے اور انہوں نے ایمان لا کر ہی نہ دیا اس طرح ہم مجرموں کو ان کے جرائم کا بدلہ دیا کرتے ہیں
اب ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں ان کی جگہ دی ہے تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو

Surely We destroyed the nations (which had risen to heights of glory in their times) before you when they indulged in wrong-doing and refused to believe even when their Messengers brought clear signs to them. Thus do We recompense the people who are guilty.
Now We have appointed you as their successors in the earth to see how you act.

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

تاریخ سے درس عبرت حاصل کرنے کی تحریک وترغیب

- یہاں سابقہ قوموں کے انجام سے عبرت کا درس لینے کی دعوت و تحریک۔ روئے سخن مشرکین مکہ کی طرف ہی
- انہیں توجہ دلائی جارہی ہے کہ تم منہ پھاڑ کر اللہ کے نبی سے عذاب کا مطالبہ کرتے ہو اور جب عذاب نہیں آتا تو تم سمجھتے ہو کہ یہ محض ایک ڈراوا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں حالانکہ عذاب میں تاخیر اللہ کی طرف سے رحمت ہے۔ تمہیں موقع دیا جارہا ہے سنبھلنے کا
- تم سے پہلے بھی بڑی بڑی قومیں گزر چکی ہیں۔ تمہیں جن سے کوئی نسبت ہی نہیں وہ وسیع حکومتوں کی مالک تھیں،، ان کی طاقت اور قوت کی دھاک دنیا پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کے وسائل کا کوئی شمار نہ تھا، ان کی فوجی قوت لاجواب تھی، زمین ان کے لیے دولت اگلتی تھی لیکن جب انھوں نے اللہ کے رسولوں کے سامنے تمرد اور انکار کا شیوہ اختیار کیا حتیٰ کہ وہ اللہ کے رسولوں کو قتل کرنے پر تل گئے تو بالآخر ان پر خدا کا عذاب ٹوٹا۔
- ان میں سے کتنی قومیں ہیں جن سے تم بھی واقف ہو۔ تمہارے تجارتی قافلے ان کے کھنڈرات سے گزرتے ہیں۔ ان کی تاریخ سینہ بہ سینہ تم تک پہنچی ہے۔ تم اگر کسی نصیحت سے اثر قبول کرنے کے قابل نہیں رہے تو ان قوموں کی تاریخ سے سبق سیکھو۔ قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون اور قوم لوط کی تاریخ سے تم اچھی طرح واقف ہو۔ آج ان کے کھنڈرات ان کی ہلاکت اور تباہی پر نوحہ کناں ہیں۔ ان کے تراشے ہوئے محلات جہاں ان کی ترقی کی علامت تھے وہ آج ان کی بدنصیبی کے گواہ ہیں، تم آخر ان کی تاریخ کے وارث کیوں بننا چاہتے ہو؟

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

تاریخ سے درس عبرت حاصل کرنے کی تحریک وترغیب

- مخاطبین کو بتایا جارہا ہے کہ اللہ نے تمہیں ہلاک شدہ قوموں کا جانشین بنایا ہے تاکہ آزمایا جائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ قلزم ہستی سے تو ابھرا ہے مانند حباب اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی!
- تمہاری طرف اللہ کے آخری رسول کو مبعوث کیا گیا ہے اور زندگی کے ضابطے کے طور پر تمہاری طرف آخری کتاب بھیجی گئی ہے تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ تم اس سرزمین میں کیسے زندگی گزارتے ہو؟ تم تباہ شدہ اقوام کی تاریخ سے عبرت حاصل کرتے ہو یا ان جیسا بن کر رہنے کو کافی سمجھتے ہو۔ تم اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کی رہنمائی میں زندگی گزارتے اور اپنی فرائض ادا کرتے ہو یا تم بھی یہ سمجھتے ہو کہ ہمیں حیوانوں کی طرح اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہے۔
- اگر ایسا ہے تو پھر تمہاری منزل وہی ہے جہاں وہ قومیں پہنچی ہیں جن پر اللہ کا عذاب آیا اور اگر تم اس انجام تک پہنچنا نہیں چاہتے ہو تو پھر اس بات کو دل و دماغ میں بٹھالو کہ تم ہر وقت اللہ کی نگاہ میں ہو۔ اس نے تمہیں زندگی عیش کرنے کے لیے نہیں دی بلکہ اس لیے دی ہے تاکہ وہ تمہارے اعمال کا جائزہ لے۔ وہ دیکھے کہ تم نے اس کی عطا کردہ زندگی جیسی نعمت کو کس طرح گزارا، تمہاری جوانی کیسے گزری، تمہارا مال کہاں سے آیا اور کہاں خرچ ہوا، لیکن یہ سوچ اسی صورت نصیب ہو سکتی ہے کہ تم اللہ کے رسول پر ایمان لاؤ، ان کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤ، ان پر جو کتاب اتری ہے اسے آویزہ گوش بھی بناؤ اور وظیفہ عمل بھی۔ یہ وہ راستہ ہے جس کے نتیجے میں تم دنیا میں بھی سرخرو ہو سکتے ہو اور آخرت میں بھی کامیاب ہو سکتے ہو۔

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۷ - ۱۴

- کائنات انسانی کے دو گروہوں کا ذکر اور دونوں کے مختلف انجام کا ذکر
  - ⇦ چند روز حیاتِ دنیا کو مقصود بنا لینے والا گروہ اور اس کا انجام
  - ⇦ اہل ایمان و یقین کا خوش بخت گروہ- جو اللہ کی توحید ، الوہیت ، ربوبیت ، تصرف کل ، قدرت کاملہ اور اس سے ملاقات پر یقیناً رکھتا ہے
- محض دنیاوی زندگی ہی کو مقصد بنا لینا ہولناک خسارہ اور باعث ہلاکت و تباہی ہے
- اہل بہشت اپنی مناجات کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس سے ، اس کا اختتام اس کی حمد و ثنا سے اور آپس میں ملاقات سلام و تحیات سے کریں گے
- کفار و منکرین قیامت کو مہلت دینا (ان کی سزا کو جہان آخرت تک موخر کرنا) اللہ تعالیٰ کی ایک سنت ہے (لیکن انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے جلد باز اور بے صبرا واقع ہوا ہے)
- انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ رسولوں کی دعوت کو جھٹلا دینے والی قوموں کو اللہ تعالیٰ کے بیخ کنی کر دینے والے عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا
- زمین پر انسانی معاشروں کے مستقر کرنے کا ہدف ، اللہ کی طرف سے ان کی آزمائش ہے۔ دنیا محلِ عمل اور انسان کی آزمائش گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال کا شاہد ہے